ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022

Vol.6 No.2 2022

حضرت ابوذر غِفاری رضی اللہ عنہ (تحقیق ذات وصفات)

The Life And Characteristics Of Hazrat Abu Dhar Ghifari (May Allah Be Pleased With Him) An Analytical Study

***Dr. Hafiz Muhammad Siddique, **Dr. Muhammad Afzal**

*Assistant Professor, Faculty of Shariah & Law, International Islamic University Islamabad, Pakistan
**Assistant Professor, Institute of Islamic Studies, University of the Punjab, Pakistan

ABSTRACT

Hazrat Abu Dhar Ghifari (May Allah be pleased with him) was one of the companions, who embraced Islam at the beginning of Islam. He was among the early companions who accepted Islam (Sabiqeen al-Awwaleen). After embracing Islam, the Holy Prophet (Peace be upon him) ordered him to preach Islam in his tribe. He was called Masih al-Islam due to his simplicity, piety, content, and patience. He was also called Hibr al-Ummah due to his deep knowledge. He has narrated 281 ahadith from the Holy Prophet (Peace be upon him) and his love is reflected through his narrative techniques. This current paper denotes the Characteristics of Hazrat Abu Dhar Ghifari's life (May Allah be pleased with him) and expounds that how he has embraced Islam. This paper describes the life span of Hazrat Abu Dhar Ghifari's life (May Allah be pleased with him) by emphasizing the distinguished attributes of his personality. The paper explores his participation in several battlefields and his earnest devotion to serving the Holy Prophet (Peace be upon him). This paper particularly focuses on his life after the death of the Holy Prophet (Peace be upon him) under the reign of Khulafa-e-Rashideen and examines the reasons for leaving Madina and settling in Syria. Finally, this paper discusses the relationship of Hazrat Abu Dhar Ghifari (May Allah be pleased with him) as a servant with the Holy Prophet (Peace be upon him).

Keywords: *Seerah, Hazrat Abu Dhar, Sahabi, The Holy Prophet (Peace be upon him, Islam.*

نام ونسب

آپؓ کی کنیت ابوذر تھی لیکن آپؓ کے نام کے متعلق اختلاف پایا جاتا ہے کہ جندب بن جنادہ یا بریر بن جنادہ وغیرہ مگر جو مشہور اور صحیح ہے وہ جندب بن جنادہ ہے۔ اپؓ قبیلہ غِفار سے تعلق رکھتے تھے۔[۱] آپ کا کامل شجرہ نسب یہ ہے، جندب بن جنادہ بن سفیان بن عبید بن حرام بن غفار بن ملیل بن ضمرۃ بن بکر بن عبد مناۃ بن کنانۃ بن خزیمۃ بن مدرکۃ بن الیاس بن مضر۔[۲] محمد بن سعد نے ''الطبقات الکبریٰ'' میں جندب بن جنادہ کے بعد بن کعیب بن صغیر بن الواقعہ بن حرام کا اضافہ کیا ہے۔[۳] صاحب معرفۃ الصحابۃ اور ابو بکر الہیثمی نے اس سلسلہ نسب کے آخر میں بن مضر کے بعد بن نزار بن معد بن عدنان کا اضافہ کیا ہے۔[۴] آپؓ کی ماں کا نام رملہ بنت وقیعہ تھا، وہ بھی اسی قبیلہ غِفار سے تعلق رکھتی تھیں۔

ابتدائی حالات

تاریخ کی کتب حضرت ابوذرؓ کے ابتدائی حالات بارے خاموش ہیں، البتہ ان کے نوجوانی وشباب کے حالات ملتے ہیں۔ آپ کا تعلق قبیلہ غِفار سے تھا جو ایک مرکزی جگہ پر واقع تھا۔ تجارتی قافلے وہاں سے گزرتے تھے۔ یہ قبیلہ راہزنی کر کے اپنے گزراوقات کیا کرتا تھا۔ حضرت ابوذر غفاری بھی اپنے عہد کے مشہور راہزن تھے۔ تن تنہا، نہایت جرأت اور شجاعت سے قبائل کو لوٹتے تھے۔ خفاف بن ایماء بن رحضہ سے مروی ہے:

> ((كَانَ أَبُو ذَرٍّ رَجُلًا يُصِيبُ الطَّرِيقَ،وَكَانَ شُجَاعًا يَتَفَرَّدُ وَحْدَهُ يَقْطَعُ الطَّرِيقَ وَيُغِيرُ عَلَى الصِّرَمِ فِي عَمَايَةِ الصُّبْحِ عَلَى ظَهْرِ فَرَسِهِ أَوْ عَلَى قَدَمَيْهِ كَأَنَّهُ السَّبُعُ فَيَطْرُقُ الْحَيَّ وَيَأْخُذُ مَا أَخَذَ))[۶]

> ''حضرت ابوذر غفاری راہزنی کرتے تھے اور اتنے بہادر تھے کہ تن تنہا راہزنی کرتے تھے، صبح کی تاریکی میں اپنے گھوڑے کی پشت پر سوار ہو کر یا پیادہ جا کر اس طرح اونٹوں کو لوٹتے تھے گویا کہ وہ درندے ہیں (رات کو) وہ قبیلہ پر غارت گری کرتے اور جو ہاتھ آتا لے جاتے تھے۔''

حلیہ مبارک

حضرت ابوذر غِفاری رضی اللہ عنہ کا قد مبارک دراز، رنگ سیاہی مائل، داڑھی گھنی، سر اور داڑھی دونوں کے بال سفید تھے۔[۷] اسد الغابہ اور معرفۃ الصحابہ میں آپکے حلیہ مبارک میں لکھا ہے: كَانَ رَجُلًا آدَم، طَوِيلًا، أَبْيَضَ الرَّأْسِ وَاللِّحْيَةِ۔[۸]

قبول اسلام

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.6 No.2 2022

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سابقین اولین میں سے ہیں۔ اسلام لانے والوں میں آپؓ چوتھے یا پانچویں تھے۔ آپ کے اسلام لانے کے واقعہ میں مختلف روایات ہیں، مگر ایک روایت جو بخاری، مسلم اور مستدرک حاکم میں موجود ہے اس کو ترجیح دی جاتی ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت ابوذر غفاریؓ کو مکہ مکرمہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی خبر پہنچی تو انہوں نے مصلحت اس میں سمجھی کہ پہلے بھائی کو بھیج کر حالات دریافت کر لیے جائیں تو انہوں نے اپنے بھائی انیس سے کہا:

"ارْکَبْ إِلَی ہٰذَا الْوَادِي فَاعْلَمْ لِي عِلْمَ ہٰذَا الرَّجُلِ الَّذِي یَزْعُمُ أَنَّہُ نَبِيٌّ، یَأْتِیہِ الْخَبَرُ مِنَ السَّمَاءِ، وَاسْمَعْ مِنْ قَوْلِہِ ثُمَّ ائْتِنِي"

"اے انیس اس وادی (مکہ مکرمہ) میں جاؤ اور وہاں جا کر میری خاطر اس شخص کے متعلق معلومات حاصل کرو جو یہ کہتے ہیں کہ وہ نبی ہیں اور ان کے پاس آسمان سے خبریں آتی ہیں۔ اس کی بات سنو اور پھر میرے پاس آؤ۔"

بھائی انیس معلومات لے کر واپس آئے تو انہوں نے کہا: میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلمکو دیکھا ہے وہ لوگوں کو مکارم اخلاق کا حکم دیتے ہیں اور ان کا کلام ایسا ہے جو شعر نہیں ہے۔ حضرت ابوذر نے کہا کہ جس ارادہ سے میں تمہیں بھیجا تھا اس بارے میں تم نے میری تشفی نہیں کی۔ پھر آپؓ نے زادِ راہ اور پانی کا ایک مشکیزہ لیا اور مکہ مکرمہ آگئے۔ وہ مسجد میں گئے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تلاش کیا مگر وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلمکو پہچانتے نہیں تھے اور آپؐ کے متعلق سوال کرنا ناپسند کرتے تھے حتی کہ رات ہوگئی اور لیٹ گئے۔ حضرت علیر ضی اللہ عنہنے ان کو دیکھا اور یہ خیال کیا کہ کوئی مسافر ہے، ساتھ لے گئے اور کسی نے دوسرے سے کوئی بات نہیں کی حتی کہ صبح ہوگئی۔ پھر حضرت ابوذر نے اپنی مشک اٹھائی اور اپنا زادِ راہ لے کر مسجد میں گئے اور سارا دن وہاں رہے لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلمکو نہ دیکھ سکے حتی کہ شام ہوگئی اور پھر اپنے سونے کی جگہ آگئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ وہاں سے گزرے اور کہنے لگے کہ ابھی تک اس شخص کو اپنے ٹھکانے کا پتہ نہیں لگا۔ پھر ان کو ساتھ لے گئے اور کسی نے دوسرے سے کوئی سوال نہ کیا حتی کہ تیسرا دن بھی اسی طرح گزر گیا۔ آخر کار حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اسے کہا: تم مجھے کیوں نہیں بتاتے کہ تم اس شہر میں کس کام سے آئے ہو۔ اس پر حضرت ابوذرؓ کہنے لگے: اگر تم مجھ سے پکا وعدہ کرو کہ تم میری راہنمائی کروگے تو میں تم کو بتادیتا ہوں۔ حضرت علیؓ نے وعدہ کیا تو حضرت ابوذر نے اپنا مدعا بیان کیا۔ حضرت علیؓ نے کہا وہ سچے ہیں اور اللہ کے رسول ہیں۔ صبح میرے ساتھ چلنا، اگر میں نے تمہارے لیے کوئی خطرہ دیکھا تو میں کھڑا ہو جاؤں گا جیسے کوئی پانی بہاتا ہے۔ اگر میں چلتا رہوں تو تم بھی میرے ساتھ چلنا حتی کہ جہاں میں داخل ہوں تم بھی وہاں آجانا۔ حضرت ابوذرؓ حضرت علیؓ کے پیچھے چلتے رہے حتی کہ حضرت علی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلمکے پاس گئے اور حضرت ابوذر بھی ساتھ گئے۔ حضرت ابوذر نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں سنیں اور اسی جگہ اسلام لے آئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلمنے ان سے فرمایا:

((ارْجِعْ إِلَی قَوْمِکَ فَأَخْبِرْہُمْ حَتَّی یَأْتِیَکَ أَمْرِي))

"اپنی قوم کے پاس واپس جاؤ اور انہیں دین کی تبلیغ کرو حتی کہ تمہارے پاس میرا حکم آئے۔"

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہنے کہا: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ وقدرت میں میری جان ہے میں مکہ والوں کے سامنے اپنے اسلام کا اعلان کروں گا۔ حضرت ابوذر مسجد آئے اور باآواز بلند کہا:

"أَشْہَدُ أَنْ لَا إِلٰہَ إِلَّا اللّٰہُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰہِ"

یہ کہنا تھا کہ قوم ان پر ٹوٹ پڑی اور ان کو مارتے مارتے لٹا دیا۔ حضرت عباسؓ آئے اور ان پر جھک گئے اور کہا: ہلاکت ہے تمہارے لیے! کیا تم نہیں جانتے کہ یہ شخص قبیلہ غفار سے ہے اور شام سے تمہاری تجارت کا راستہ ان کے پاس سے گزرتا ہے، پھر حضرت ابوذر کو ان سے چھڑا لیا۔ دوسرے روز پھر حضرت ابوذر نے اپنے اسلام کا اعلان کیا۔ لوگ پھر ان کو مارنے لگے، حضرت عباسؓ ان پر جھک گئے، یہاں تک کہ ان کو چھڑا لیا۔۹

فضل وکمال

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ ہر وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سایہ شفقت میں رہتے اور آپؐ کی خدمت کرتے، استفادہ اور تعلیم کے حصول میں بڑے حریص تھے اور ہر چیز کے متعلق سوالات کیا کرتے تھے۔ چنانچہ تمام اصول وفروع ایمان واحسان، رویت باری تعالیٰ، اللہ کے پسندیدہ کلمات غرضیکہ لیلۃ القدر وغیرہ یعنی ہر چھوٹی بڑی چیز کے متعلق پوچھا۔۱۰

آپؓ علم کے حصول کے اتنے شیدائی تھے کہ آپ کو علم کا سمندر کہا جانے لگا۔ ایک دن حضرت علی رضی اللہ عنہ سے آپ کے علم کے بارے میں کسی نے دریافت کیا تو فرمایا:

"وعی أبوذر علماً عجز الناس عنہ، ثم أوکأ علیہ، فلم یخرج شیئاً منہ"۱۱

"حضرت ابوذر نے اتنا علم محفوظ کر لیا ہے کہ لوگ اس کے حاصل کرنے سے عاجز تھے اور اس تھیلی کو اس طرح سے بند کر دیا کہ اس میں کچھ کم بھی نہیں ہوا۔"

حضرت عمرؓ، حضرت ابوذر غفاریؓ کو علم میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے برابر سمجھتے تھے جو عہد رسالت میں وسعتِ علم کے لحاظ سے حبر الامۃ کہلاتے تھے۔۱۲

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ وہ گرانقدر صحابی ہیں جنہوں نے سب سے پہلے اسلامی طریقہ سے سلام کیا۔ صحیح مسلم کی روایت میں ہے:

((فَإِنِّي لَأَوَّلُ النَّاسِ حَیَّاہُ بِتَحِیَّۃِ الْإِسْلَامِ، قَالَ قُلْتُ: السَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُولَ اللّٰہِ قَالَ وَعَلَیْکَ السَّلَامُ غِفَارٌ غَفَرَ اللّٰہُ لَہَا، وَأَسْلَمُ سَالَمَہَا اللّٰہُ))۱۳

حضرت ابوذرؓ فرماتے ہیں کہ میں پہلا شخص تھا جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسلام کے طریقہ سے سلام کیا میں نے کہا "اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُولَ اللّٰہ" آپؐ نے فرمایا: "وَعَلَیْکَ السَّلَامُ"

آپکے اسلام لانے کے بعد آپؓ کی والدہ، بھائی اور دوسرے قبیلہ والوں نے جب اسلام قبول کیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قبیلہ کیلئے دعاء فرمائی۔

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.6 No.2 2022

((غِفَارُ غَفَرَ اللّٰہُ لَہَا، وَ اَسْلَمُ سَالَمَہَا اللّٰہُ))۱۴

"غِفار(قبیلہ) کی اللہ تعالیٰ مغفرت فرمائے اور اسلم (قبیلہ) کو اللہ تعالیٰ سلامت رکھے۔"

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مدینہ منورہ میں جو جماعت صاحب علم وافتاء تھی ان میں آپ رضی اللہ کا نام بھی شامل تھا۔ فتویٰ میں وہ کسی کی رعایت نہ فرماتے بلکہ بلا کسی خوف خطرہ کے جو سچی بات ہوتی تھی کہہ دیتے تھے۔ علامہ ذہبیؒ لکھتے ہیں:

"وَكَانَ يُفْتِي فِي خِلَافَةِ أَبِي بَكْرٍ، وَعُمَرَ، وَعُثْمَانَ"۱۵

"حضرت ابوذرؓ عہد صدیقی، فاروقی اور عثمانی میں فتویٰ صادر فرماتے تھے۔"

حضرت عبد اللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

((مَا أَقَلَّتِ الْغَبْرَاءُ، وَلَا أَظَلَّتِ الْخَضْرَاءُ، مِنْ رَجُلٍ أَصْدَقَ لَهْجَةً مِنْ أَبِي ذَرٍّ))۱۶

"زمین وآسمان میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے زیادہ سچا کوئی نہیں ہے۔"

ایک دوسری روایت میں ہے:

((مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى تَوَاضُعِ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ فَلْيَنْظُرْ إِلَى أَبِي ذَرٍّ))۱۷

"جو شخص یہ چاہتا ہے کہ عیسیٰ ابن مریمؑ کی تواضع دیکھے تو اسے چاہیے کہ حضرت ابوذر غفاریؓ کی تواضع دیکھے۔"

ایک اور روایت میں ہے:

((مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى زُہْدِ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ فَلْيَنْظُرْ إِلَى أَبِي ذَرٍّ))۱۸

"جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زہد دیکھنا پسند کرتا ہے تو اسے چاہیے کہ وہ ابوذرؓ کا زہد دیکھے۔"

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ حق گو تھے، سچ بات کہنے سے نہ رکتے تھے۔ خصوصاً خدا تعالیٰ کے معاملہ میں کسی کی ملامت کا خوف نہیں کرتے تھے۔ خود حضرت ابوذر کی روایت ہے کہتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ میں حق بات کہوں اگرچہ وہ کڑوی کیوں نہ ہو اور خدا کے معاملہ میں لومۃ لائم کا خوف نہ کروں۔۱۹

ہجرت ومؤاخاۃ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلمکی مدینہ منورہ ہجرت کے بعد حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بنی غفار میں رہے، غزوہ خندق کے بعد ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے۔ اس وجہ سے آپ کے مؤاخاۃ میں اختلاف ہے۔ ابن اسحاق کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلمنے حضرت ابوذر غفاریؓ اور منذر بن عمروؓ کے درمیان عقد مؤاخات کرایا تھا۔ ابن ہشام نے حضرت ابوذرؓ اور منذر بن عمروؓ کے درمیان عقد مؤاخاۃ کا انکار کیا ہے اور کہا ہے کہ مؤاخات تو قبل از غزوہ بدر تھی اور آیات میراث کے نزول پر تو عقد مؤاخاۃ ختم ہو گیا تھا۔ حضرت ابوذر غفاری تو اسلام لانے کے بعد اپنے وطن واپس چلے گئے تھے۔ بدر، احد اور خندق کا زمانہ گزر گیا تو پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلمکی خدمت میں حاضر ہوئے تھے۔۲۰

غزوات میں شرکت

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کافی عرصہ اپنی قوم کو دین کی تبلیغ کرتے رہے لہٰذا غزوات میں شرکت کی تفصیل میسر نہیں آئی مگر جب غزوہ تبوک پیش آیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلمکی معیت میں تبوک کے سفر پر روانہ ہوئے۔ راستے میں ان کا اونٹ سست پڑ گیا تو لشکر اسلام سے بچھڑ گئے۔ دل میں شوقِ جہاد موجزن تھا، اونٹ کو وہیں چھوڑا اور سارا سامان پیٹھ پر لاد کر پیادہ پا منزلِ مقصود کی طرف گامزن رہے۔ آگے جا کر لشکر اسلام نے قیام کیا، ایک شخص نے عرض کی: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم وہ دور ایک شخص آرہا ہے، معلوم نہیں کون ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلمنے فرمایا: وہ ابوذرؓ ہوں گے۔ لوگوں نے دیکھا تو واقعی ابوذرؓ تھے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی گئی اے اللہ کے رسولؐ! خدا کی قسم یہ ابوذرؓ ہی ہیں۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((رَحِمَ اللّٰہُ أَبَا ذَرٍّ يَمْشِي وَحْدَهُ، وَيَمُوتُ وَحْدَهُ، وَيُبْعَثُ وَحْدَهُ))۲۱

"اللہ ابوذرؓ پر رحم کرے۔ وہ تنہا چلتے ہیں، تنہا مریں گے اور قیامت کے دن تنہا اٹھیں گے۔"

خدمتِ رسول

یوں تو تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کرنا اپنے لیے باعث عز وشرف سمجھتے تھے مگر ان میں ایسی ہستیاں بھی تھیں جنھیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی خدمت کیلئے خاص کر لیا تھا، ان میں ایک حضرت ابوذر غفاریؓ تھے۔ آپؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کبھی ہاتھ دھلاتے، کبھی وضو کا پانی لا کر دیتے اور کبھی مسواک بنا کر خدمت اقدس میں پیش کرتے۔ حضرت ابوذرؓ کو بذات خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی خدمت کیلئے پسند فرمایا تھا اور نبی کریمؐ کو اپنے خدام سے بے حد محبت وشفقت تھی۔

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.6 No.2 2022

اسماء بنت یزید سے روایت ہے کہ:

((اَنَّ اَبَاذَرٍّ الغِفَارِیَّ کَانَ یَخْدُمُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ فَاِذَا فَرَغَ مِنْ خِدْمَتِہِ، آوَی اِلَی الْمَسْجِدِ، فَکَانَ ھُوَ بَیْتُہُ، یَضْطَجِعُ فِیہِ))۲۲

"حضرت ابوذر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کیا کرتے تھے جب فارغ ہوتے تو مسجد میں جاکر آرام کرلیتے تھے۔"

محبت رسول

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جو عقیدت و محبت تھی اس کا اظہار الفاظ میں نہیں ہو سکتا بلکہ یہی کہا جاسکتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلمکی ذات مبارکہ ہی ان کیلئے سب کچھ تھی۔ آپ کے اندازِ محبت کے نرالے انداز کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہجب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی حدیث روایت کرتے تو"اوصانی حبیبی" یا "اوصانی خلیلی" یا "قال حبیبی" یا "امرنی حبّی" وغیرہ کے الفاظ استعمال کرتے تھے۔ایک روایت یہ ہے:

((اَوْصَانِی حَبِیبِی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ بِثَلَاثَۃٍ لَا اَدَعُھُنَّ اِنْشَاءَ اللّٰہُ تَعَالَی اَبَدًا: اَوْصَانِی بِصَلَاۃِ الضُّحَی، وَبِالْوَتْرِ قَبْلَ النَّوْمِ، وَبِصِیَامِ ثَلَاثَۃِ اَیَّامٍ مِنْ کُلِّ شَھْرٍ))۲۳

"مجھے میرے حبیب نے تین باتوں کی وصیت فرمائی کہ نماز چاشت کا اہتمام کروں، وتر سونے سے پہلے ادا کرلوں اور ہر ماہ تین (نفل) روزے رکھا کروں اور ان کو کبھی بھی ترک نہ کروں۔"

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلمسے عرض کی: یَارَسُولَ اللّٰہِ: الرَّجُلُ یُحِبُّ الْقَوْمَ، وَلَا یَسْتَطِیعُ اَنْ یَعْمَلَ کَعَمَلِھِمْ (اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ایک شخص کسی ایک جماعت سے محبت تو کرتا ہے مگر اس میں ہمت نہیں کہ ان جیسے اعمال بھی کرسکے۔) آپ نے فرمایا: اَنْتَ یَا اَبَاذَرٍّ مَعَ مَنْ اَحْبَبْتَ (تم ابوذر اس کے کے ساتھ رہوگے جس کے ساتھ تم محبت کرتے ہو۔) ابھی نبی کریمؐ کا جواب مکمل نہیں ہوسکا تو ابوذر نے عرض کی: فَاِنِّی اُحِبُّ اللّٰہَ، وَرَسُولَہُ (کہ میں اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہوں۔) تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اسی کے ساتھ رہوگے جس سے محبت رکھتے ہو۔۲۴

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اپنے محب کی محبت کا اندازہ تھا اسی لیے آپؐ کسی مجلس میں جاتے تو اگر ابوذر موجود ہوتے تو سب سے پہلے ان ہی کو تخاطب کا شرف نصیب ہوتا اور اگر مجلس میں موجود نہ ہوتے تو تلاش کیا جاتا۔۲۵

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے محبت کی انتہا یہ تھی کہ آپؐجو چیز اپنے لیے پسند فرماتے تھے وہی ابوذر کیلئے بھی پسند فرماتے۔ایک دفعہ حضرت ابوذرؓ نے امارت کی خواہش کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم ناتواں ہو اور میں تمہارے لیے وہی چیز پسند کرتا ہوں جو اپنے لیے پسند کرتا ہوں۔۲۶

ایک اور روایت حارث بن یزید الحضرمی سے مروی ہے کہ حضرت ابوذرؓ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلمسے امارت کی درخواست کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((یَا اَبَاذَرٍّ، اِنَّکَ ضَعِیفٌ، وَاِنَّھَا اَمَانَۃٌ، وَاِنَّھَا یَوْمَ الْقِیَامَۃِ خِزْیٌ وَنَدَامَۃٌ، اِلَّا مَنْ اَخَذَھَا بِحَقِّھَا، وَاَدَّی الَّذِی عَلَیہِ فِیھَا))۲۷

"ابوذر تم کمزور ہو اور اس میں قیامت کے دن ندامت و شرمندگی ہوگی سوائے اس شخص کے جو اسے اس کے حق کے ساتھ اختیار کرے اور جو اس پر اس کے بارے میں اسے ادا کرے۔"

عہد صدیقی وفاروقی

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کی سیرت مبارکہ کا سب سے اہم اور نمایاں پہلو ان کا زہد و تقویٰ، صبر و قناعت، سادہ مزاج، فقیر منش، تارک الدنیا اور عزلت پسند تھے۔ اسی لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو مسیح الاسلام کا لقب عطا فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلمکے وصال کے بعد حضرت ابوذرؓ نے دنیا سے قطع تعلقی اختیار کرلی لیکن قیام دیار حبیب میں ہی رہا۔ وصالِ نبوی سے دل ٹوٹ چکا تھا۔ لہٰذا عہد صدیقی میں کسی کام میں کوئی حصہ نہ لیا۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد تو دل مزید چکنا چور ہوگیا۔ گلشن مدینہ ویران و برباد نظر آنے لگا۔ عہد فاروقی تک مدینہ منورہ میں مقیم رہے لیکن جب حضرت عثمان کا دور شروع ہوا تو مدینہ چھوڑ کر شام کی غربت اختیار کرلی۔۲۸

عہد عثمانی

اسلام کی اصل سادگی اور حقیقت صرف شیخین یعنی عہد صدیقی وفاروقی میں قائم رہی پھر جب فتوحات کثرت اور مال و دولت کی فراوانی ہوئی تو حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے محسوس کیا کہ لوگوں میں مال و دولت کی حرص پیدا ہوگئی ہے۔ سادہ لباس کی جگہ پر تکلف ملبوسات کا استعمال شروع ہوگیا ہے، سادہ مکانات کی بجائے قصور و محلات کی تعمیر شروع ہوگئی ہے۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ حالات دیکھ کر بے چین ہوگئے کیونکہ آپؓ لوگوں میں وہی عہد نبوت والی سادگی چاہتے تھے۔ آپ نے لوگوں کو پوری قوت سے پکارا کہ بھائیو مال و دولت جمع کرنے اور عیش و عشرت کی زندگی بسر کرنے میں سراسر ہلاکت ہے۔

مدینہ منورہ سے شام کی طرف روانگی

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ سے شام کی طرف کوچ کیا۔ دراصل اس سفر کی وجہ اس وقت کے حالات اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ عالی شان تھا جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوذرؓ سے فرمایا:

((اِذَا بَلَغَ الْبُنْیَانُ سَلْعًا فَاخْرُجْ مِنْھَا))۲۹

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.6 No.2 2022

"جب تعمیر یعنی انسانی آبادی سلع پہاڑ تک پہنچ جائے تو مدینہ منورہ سے نکل جانا۔"

حضرت ابوذرؓ اور حضرت امیر معاویہؓ

حضرت ابوذر غفاریؓ نے عہد عثمانی میں شام جانے سے قبل مدینہ منورہ میں لوگوں کو خبر دار کیا تھا کہ مال و متاع جمع کرنے اور عیش و تنعم کی زندگی گزارنے میں بربادی ہے۔ یہ سلسلہ آپؓ کا شام میں بھی جاری رہا۔ آپؓ اور حضرت امیر معاویہؓ کا اختلاف آیتِ قرآنی کی تفسیر میں تھا۔ آیت یہ ہے:

{وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُونَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ أَلِيمٍ يَوْمَ يُحْمَى عَلَيْهَا فِي نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوَى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوبُهُمْ وَظُهُورُهُمْ هَذَا مَا كَنَزْتُمْ لِأَنْفُسِكُمْ فَذُوقُوا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُونَ} ۳۰

"اور جو لوگ سونا و چاندی اکٹھا کر کے رکھتے ہیں، اسے خدا کی راہ میں خرچ نہیں کرتے، انہیں دردناک عذاب کی اطلاع دے دو۔ اس روز کہ جب انہیں جہنم کی آتش میں گرم کیا جائے گا اور جلایا جائے گا اور پھر ان کے چہروں، پہلوؤں اور پیٹھوں کو داغا جائے گا (اور انہیں کہا جائے گا کہ) یہ وہی چیز ہے کہ جس کو تم نے اپنے لیے جمع کیا تھا، پس جو تم نے جمع کیا تھا اس کا مزا چکھو۔"

حضرت زید بن وہب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں ربذہ سے گزرا تو ابوذرؓ ملے: میں نے کہا یہاں کیسے آنا ہوا؟ انہوں نے کہا کہ میں شام میں تھا میرا اور امیر معاویہؓ کا آیت {وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُونَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ} ۳۱ میں اختلاف ہوا۔

حضرت امیر معاویہؓ نے کہا کہ یہ آیت اہل کتاب کے بارے میں نازل ہوئی ہے لیکن میں نے کہا کہ مسلمانوں اور اہل کتاب دونوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے تو میرے اور ان کے درمیان اس بات پر بحث ہو گئی۔ ۳۲

حضرت امیر معاویہؓ نے چار ارکان کی کمیٹی بنائی جن میں حضرت ابوالدرداء، حضرت عمرو بن العاص، حضرت عبادہ بن الصامت اور امّ حرام رضوان اللہ علیہم اجمعین شامل تھیں تا کہ حضرت ابوذر غفاریؓ کو سمجھائیں کیونکہ حضرت امیر معاویہؓ ان کو اپنی امارت کا نظم و نسق چلانے کیلئے خطرہ تصور کر رہے تھے لیکن وہ وفد اور کمیٹی ناکام لوٹی، انہوں نے تو کھری کھری سنائیں۔

اس کے بعد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک اور حربہ سوچا کہ رات کے وقت حضرت ابوذرؓ کے پاس اشرفیاں بھیجیں۔ آپؓ نے وہ اشرفیاں لیں اور تقسیم کر دیں۔ امیر معاویہؓ نے اس شخص کو بلایا جو ہزار اشرفیاں لے کر حضرت ابوذرؓ کے پاس گیا تھا کہ ان کے پاس جا کر کہنا کہ غلطی ہو گئی ہے، جو اشرفیاں آپ کو دیں وہ دراصل کسی اور کیلئے تھیں۔ آپؓ نے کہا: امیر معاویہؓ سے کہنا کہ وہ تو میں نے رات ہی تقسیم کر دی تھیں۔ جب حضرت امیر معاویہؓ نے دیکھا کہ وہ اپنے قول و فعل میں سچے ہیں تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو خط لکھا کہ انہیں مدینہ منورہ بلالیں۔ حضرت عثمان غنیؓ نے خط لکھا اور آپؓ وہاں چلے گئے۔ ۳۳

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے اختلاف

حضرت ابوذر غفاریؓ کا جو موقف پہلے مدینہ میں پھر شام میں تھا، اسی موقف کا یہاں دوبارہ مدینہ منورہ میں پرچار کیا مگر حضرت عثمانؓ نے ان سے وہی اختلاف کیا جو امیر معاویہؓ نے کیا تھا اور حضرت عثمانؓ نے کعب بن احبارؓ جو اس وقت کے مشہور عالم دین تھے، دربار خلافت بلایا تا کہ زیر بحث مسئلہ پر گفت و شنید ہو سکے۔ بات شروع ہوئی تو حضرت کعب بن احبار ذخیرہ اندوزی کرنے اور مال بچا کر رکھنے وغیرہ کا جواز ثابت کرنے کیلئے دلائل دیتے رہے، پہلے تو چپ چاپ سنتے رہے پھر بولے تم مجھے سمجھانے آئے ہو حالانکہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا چوتھا یا پانچواں شاگرد ہوں۔ غصے میں اپنا عصا اٹھایا اور کہا:

"يَا ابْنَ الْيَهُودِيَّةِ! تَزْعُمُ أَنْ لَيْسَ عَلَيْهِ حَقٌّ فِي مَالِهِ إِذَا آتَى زَكَاتَهُ، وَاللَّهُ يَقُولُ: (وَيُؤْثِرُونَ عَلَى أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ) (الحشر 9:)، وَيَقُولُ: (وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلَى حُبِّهِ مِسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا) (الدھر 8:)" ۳۴

"اے یہودیہ کے بچے تو یہ گمان کرتا ہے کہ اگر زکاۃ ادا کر دی جائے تو ان غرباء و مساکین کا مال میں کوئی حق نہیں حالانکہ اللہ کہتا ہے: اور وہ اپنے اوپر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں حالانکہ وہ خود ضرورت مند ہی کیوں نہ ہوں۔ اور اللہ نے یہ بھی کہا کہ وہ اللہ کی محبت پر کھانا کھلاتے ہیں مسکینوں، یتیموں اور قیدیوں کو بھی۔"

ایک اور روایت میں ہے کہ کعب بن احبار کو ڈنڈا رسید کر دیا۔ آدھا ان کو اور آدھا حضرت عثمان کے بازو پر لگا۔ کعب بن احبار کے سر پر لگا اور سر کھل گیا۔ ۳۵

ربذہ کی طرف روانگی

حضرت ابوذر غفاریؓ نے کچھ عرصہ مدینہ منورہ میں گزارنے کے بعد ربذہ کوچ کر گئے۔ روایات مختلف ہیں۔ ایک میں ہے کہ آپ اپنی مرضی سے ربذہ جانا چاہتے تھے کیونکہ وہاں تنہائی تھی اور آپؓ تنہائی پسند تھے۔ دوسری روایت میں ہے کہ آپؓ کو حضرت عثمانؓ نے مجبوراً حکماً ربذہ کی طرف بھیجا تا کہ وہاں رہیں۔

المختصر حضرت ابوذر غفاریؓ کا آیتِ کنز کے متعلق موقف درحقیقت نیک نیتی پر مبنی تھا۔ آپؓ نے اس وقت کے نازک حالات اور معاشرہ کی خرابیوں کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ نظریہ قائم کیا کہ مال جمع نہ کیا جائے کیونکہ اسی میں ہی اسلامی معاشرے کی بقاء و سالمیت تھی۔ یہ بھی ممکن ہے کہ حضرت ابوذرؓ بیت المال کے مال کے بارے میں کہتے ہوں کہ ان اموال کو جمع کرنے کی بجائے غرباء، مساکین اور حاجت مند افراد میں تقسیم کر دیا جائے اور اس مسئلہ کا زکوۃ سے کوئی تعلق نہیں۔

تاریخ شاہد ہے کہ حضرت امیر معاویہؓ نے بیت المال سے ایک ایسا محل تعمیر کرایا جس نے ساسانیوں کے محلات کے افسانوں کو زندہ کر دیا تھا۔ ہاں اگر بیت المال سے نہیں اپنے مال سے بھی تعمیر کرایا تو یہ بھی فضول خرچی کے زمرے میں آتا ہے۔ ایسے میں تو حضرت ابوذر کو حق پہنچتا تھا کہ انہیں فرمانِ الٰہی کی یاد دلاتے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.6 No.2 2022

((مَا أَقَلَّتِ الغَبْرَاءُ، وَلَا أَظَلَّتِ الخَضْرَاءُ، مِنْ رَجُلٍ أَصْدَقَ لَهْجَةً مِنْ أَبِي ذَرٍّ))۳۶

"آسمان نے کسی ایسے شخص پر سایہ نہیں کیا نہ زمین نے اسے اٹھایا جو ابوذر سے بڑھ کر سچا ہو۔"

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ کہنا کہ وہ اشتراکی نظریہ رکھتے تھے اور تمام مال کو اللہ تعالیٰ کا مال سمجھتے تھے اور شخصی ملکیت کا انکار کرتے تھے، سراسر جھوٹ پر مبنی ہے کیونکہ قرآن پاک تمام شخصی ملکیتوں کو محترم سمجھتا ہے اور حضرت ابوذر بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سایہ شفقت وعاطفت اور خدمت میں رہے، یہ کیسے ممکن ہے کہ انہیں زکوٰۃ اور صدقات، میراث وغیرہ کے احکام کے بارے میں معلوم نہ ہو۔ آپ رضی اللہ عنہ قناعت پسند ضرور تھے مگر شخصی ملکیت کے بھی قائل تھے۔ طبقات ابن سعد میں ہے کہ حضرت ابوذر غفاریؓ کے پاس دو چادریں تھیں۔ ان میں سے ایک کسی حاجت مند کو دے دی تو کہا گیا کہ تمہیں تو اس چادر کی زیادہ ضرورت تھی۔ انہوں نے کہا:

"اللّٰهُمَّ غَفْرًا۔ إِنَّكَ لَمُعَظِّمٌ للدنيا أَلَيْسَ تَرَى عَلَيَّ هٰذِهِ البُرْدَةَ وَلِي أُخْرَى لِلْمَسْجِدِ وَلِي أَعْنُزٌ نَحْلُبُهَا وَلِي أَحْمِرَةٌ نَحْتَمِلُ عَلَيْهَا مِيرَتَنَا وَعِنْدَنَا مَنْ يَخْدُمُنَا وَيَكْفِينَا مِهْنَةَ طَعَامِنَا فَأَيُّ نِعْمَةٍ أَفْضَلُ مِمَّا نَحْنُ فِيهِ؟"۳۷

"اے اللہ مغفرت فرما! تم دنیا کو بہت بڑا سمجھتے ہو، کیا تم دیکھتے نہیں کہ میرے بدن پر چادر ہے اور میرے پاس مسجد کیلئے ایک اور ہے۔ میرے پاس بکریاں ہیں جن کا دودھ دوھ کر پی لیتا ہوں۔ گدھے ہیں جن پر ہم غلہ لادتے ہیں۔ ہمارے پاس خادم ہے جو ہماری خدمت کرتا ہے اور کھانا پکانے میں ہماری معاونت کرتا ہے۔ اب بتاؤ جس نعمت میں ہم زندگی گزار رہے ہیں اس سے اچھی نعمت کونسی ہوگی؟"

ایک دوسری روایت میں ابی شعبہ سے مروی ہے۔ کہتے ہیں:

"جاءَ رَجُلٌ مِنْ قَوْمِنَا أَبَا ذَرٍّ يَعْرِضُ عَلَيْهِ فَأَبَى أَبُو ذَرٍّ أَنْ يَأْخُذَ، وَقَالَ: لَنَا أَحْمِرَةٌ نَحْتَمِلُ عَلَيْهَا، وَأَعْنُزٌ نَحْلُبُهَا وَمُحَرَّرَةٌ تَخْدُمُنَا، وَفَضْلُ عَبَاءَةٍ عَنْ كِسْوَتِنَا، وَإِنِّي لَأَخَافُ أَنْ أُحَاسَبَ بِالْفَضْلِ"۳۸

"ہماری قوم کا ایک فرد حضرت ابوذرؓ کی خدمت میں کچھ مال پیش کرنے کیلئے آیا۔ حضرت ابوذرؓ نے لینے سے انکار کر دیا اور فرمایا: ہمارے پاس گدھیاں ہیں ان پر اپنا سامان بار کر لیتے ہیں، بکریاں ہیں جنہیں دوھ کر پی لیتے ہیں اور خادمہ ہے جو ہماری خدمت کرتی ہے اور اپنے پہننے کے کپڑوں کے علاوہ ایک اور چادر بھی ہمارے پاس ہے (مجھے تمہارے مال کی کوئی ضرورت نہیں) مجھے اندیشہ ہے کہ زیادہ مال رکھنے کا مجھ سے حساب لیا جائے گا۔"

ایک اور روایت طبقات ابن سعد میں محمد سے مروی ہے کہ میں نے ابوذرؓ کے بھانجے سے پوچھا کہ حضرت ابوذرؓ نے کیا چھوڑا تو انہوں نے کہا کہ دو گدھیاں، ایک گدھا، چند بھیڑیں اور چند سواری کے اونٹ۔۳۹

صفۃ الصفوۃ میں بھی ایک روایت ہے:

"وعن أبی بکر بن المنکدر قال بعث حبیب بن مسلمۃ وھو امیر بالشام إلی أبی ذر بثلاث مائۃ دینار وقال: استعن بھا علی حاجتک فقال أبوذر: ارجع بھا إلیہ أو ما وجد أحداً أغز باللہ عز وجل منا مالنا إلا ظل نتواری بہ وثلۃ من عنتروح علینا ومولاۃ لنا تصدقت علینا بخدمتہا ثم انی لا تخوف الفضل"۴۰

"ابی بکر بن المنکدر سے مروی ہے کہ انہیں امیر شام حبیب بن مسلمہ نے تین سو دینا دیکر ابوذر کی خدمت میں پیش کرنے کیلئے بھیجا اور کہا کہ اس سے اپنی ضروریات بجالایئے تو ابوذر نے کہا: اسے اس کے پاس واپس لے جا۔ کیا اسے اللہ کے ہاں مجھ سے زیادہ بہتر نظر نہیں آیا؟ (جو مجھ سے زیادہ اس کا مستحق ہو) ہمارے پاس سایہ ہے جس میں ہم بیٹھتے ہیں۔ بکریوں کا ریوڑ ہے جس سے ہم فائدہ لیتے ہیں۔ لونڈی ہے جو ہماری خدمت بجالاتی ہے۔ پھر بھی مجھے زیادہ مال رکھنے کا خوف ہے۔"

ان روایات سے واضح ہے کہ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ شخصی ملکیت کے خلاف نہ تھے کیونکہ ان کے پاس بکریوں کے ریوڑ، اونٹ، گدھے، گدھیاں وغیرہ تھیں جو ان کی ملکیت میں تھیں۔ بہرحال ان کا نظریہ کہ اسلامی بیت المال بعض لوگوں کی خصوصی ملکیت نہیں بننا چاہیے بلکہ غرباء، مساکین، محرومین، ضرورتمندوں اور حاجت مندوں میں تقسیم ہونا چاہیے تاکہ وہ اپنی ضروریات کی اشیاء خرید سکیں کیونکہ بیت المال کا بنیادی مقصد بھی غرباء ومساکین کی مدد ومعاونت کرنا ہے نہ کہ ذاتی محلات تعمیر کرکے فضول خرچی یا امانت میں خیانت کا مرتکب ہونا۔

وفات

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کی وفات کا واقعہ بھی نہایت حیرت انگیز ہے۔ آپ نے ۳۲ھ میں ربذہ میں وفات پائی اور آپ کی نماز جنازہ حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ نے پڑھائی۔۴۱

مگر "الاصابہ" میں آپ کا سن وفات ۳۱ھ ذکر کیا گیا ہے۔۴۲

ابن عبد البر القرطبیؒ نے "الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب" میں آپ رضی اللہ عنہ کا سن وفات ۳۱ھ اور ۳۲ھ دونوں ذکر کیے ہیں مگر زیادہ تر مؤرخین نے ۳۲ھ لکھا ہے۔۴۳

ابراہیم بن الاشترؒ سے مروی ہے کہ جب حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت قریب آیا تو اس وقت آپ ربذہ میں تھے ان کی بیوی رونے لگیں، پوچھا کہ تم کیوں رو رہی ہو؟ انہوں نے کہا میں اس لیے روتی ہوں کہ مجھے تمہارے کفن کی ضرورت ہو گی حالانکہ میرے پاس کوئی ایسا کپڑا نہیں ہے جو تمہارے کفن کیلئے کافی ہو جائے۔ آپؓ نے کہا نہ رو، میں نے ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے جب کہ میں خدمت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں چند لوگوں کے ہمراہ تھا، فرماتے سنا:

"لَيَمُوتَنَّ رَجُلٌ مِنْكُمْ بِفَلَاةٍ مِنَ الْأَرْضِ تَشْهَدُهُ عِصَابَةٌ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ"

”کہ تم میں سے ایک شخص ضرور بالضرور ایک ویران زمین میں مرے گا، اسکی تجہیز و تکفین میں مؤمنین کی ایک جماعت شریک ہو گی۔“

پس میرے ہمراہ جتنے لوگ اس مجلس میں تھے سب آبادی اور بستی میں مرے سوائے میرے کوئی باقی نہیں رہا اور میں ویرانہ میں مر رہا ہوں لہٰذا تم راستے میں جاکر انتظار کرو تم یقیناوہ بات دیکھ لو گی جو میں تم سے کہہ رہا ہوں، واللہ نہ میں جھوٹ بولتا ہوں اور نہ مجھ سے جھوٹ بیان کیا گیا ہے۔ وہ کہنے لگیں یہ کس طرح ممکن ہے کہ حجاج کا قافلہ بھی جاچکا ہے۔ حضرت ابوذرؓ نے کہا راستے میں جاکر انتظار کرو۔ چنانچہ وہ راستے میں کھڑی ہو گئیں۔ وہ اسی حال میں تھیں کہ یکایک کچھ لوگوں کو دیکھا کہ وہ اپنی سواریاں دوڑاتے ہوئے آرہے ہیں گویا کہ وہ تیز پرواز پرندے ہیں پس وہ سامنے آئے اوران کے پاس کھڑے ہوگئے اور کہا کہ تمہارا کیاحال ہے ؟ انہوں نے کہا ایک مرد مسلمان کا انتقال ہو رہا ہے تم اسے کفن دوگے تو اسکا اجر حاصل کروگے۔ ان لوگوں نے پوچھا وہ کون ہے ؟ تو انہوں نے کہا ابوذر، تو وہ لوگ ”فَفَدَوْهُ بِآبَائِهِمْ وَأُمَّهَاتِهِمْ“ (ہمارے ماں باپ ان پر قربان ہو جائیں) کہتے ہوئے حضرت ابوذرؓ کے پاس پہنچے تو انہوں نے کہا تم کو خوشخبری ہو کیونکہ تم وہ جماعت ہو جس کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلمنے پیشین گوئی فرمائی تھی۔ اس کے بعد حضرت ابوذر نے وصیت کی کہ اگر میرے پاس کوئی ایسا کپڑا ہوتا جو میرے کفن کیلئے کفایت کر سکتا تو میں اسے کفن کیلئے اختیار کرتا۔ میں تمہیں اللہ کی قسم دے کر کہتا ہوں کہ مجھے وہ شخص کفن نہ دے جو حکومت کا ادنی سے ادنی بھی عہدیدار ہو۔ اتفاق سے جتنے لوگ تھے کوئی نہ کوئی کسی منصب پر فائز تھا سوائے ایک انصاری نوجوان کے جوان کے ہمراہ تھا۔ اس نے کہا میرے پاس دو کپڑے ہیں جو میری ماں کے کتے ہوئے ہیں تو حضرت ابوذرؓ نے کہا تم میرے ساتھی ہو اور تم ہی مجھے کفن دینا۔[۴۴]

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کی مرویات

آپ رضی اللہ عنہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اتنی محبت وعقیدت تھی کہ مدینہ منورہ آمد کے بعد اپنا بیشتر وقت خدمت نبوی میں گزارتے اور فیضان نبوی سے بہرہ یاب ہوتے تھے، اتنا عرصہ خدمت نبوی سے منسلک رہنے کے باوجود آپ سے صرف ۲۸۱ احادیث مروی ہیں[۴۵] اور یہ تعداد دوسرے صحابہ کے مقابلہ میں بہت کم ہے جس کی وجہ یہ ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ تنہائی پسند، خاموش، کم آمیز اور عزلت گزین تھے، اس لیے ان کے علم کی اشاعت نہ ہو سکی ورنہ انس بن مالکؓ اور عبد اللہ بن عباسؓ جیسی ہستیاں ان سے استفادہ کرتی رہیں۔ عام رواۃ میں خالد بن وھبان، زید بن وھب جہنی، خرشہ بن حر، جبیر بن نفیر، احنف بن قیس، عبد اللہ بن صامت، زید بن طبیان، عبد اللہ بن شقیق، عمرو بن میمون، عبد الرحمن بن غنم، قیس بن عباد اور مرثد بن مالک بن زبید وغیر ہم رضی اللہ عنہم نے آپؓ سے مرویات روایت کی ہیں۔[۴۶]

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کی مرویات کا بیشتر حصہ توحید، احکام، اخلاقیات اور سیرت سے متعلق ہے۔ یہاں چند روایات کا ذکر کیا جاتا ہے۔

((عَنْ أَبِي ذَرٍّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " أُوتِيتُ خَمْسًا لَمْ يُؤْتَهُنَّ نَبِيٌّ كَانَ قَبْلِي: نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ، فَيُرْعَبُ مِنِّي الْعَدُوُّ عَنْ مَسِيرَةِ شَهْرٍ، وَجُعِلَتْ لِيَ الْأَرْضُ مَسْجِدًا وَطَهُورًا، وَأُحِلَّتْ لِيَ الْغَنَائِمُ وَلَمْ تَحِلَّ لِأَحَدٍ كَانَ قَبْلِي، وَبُعِثْتُ إِلَى الْأَحْمَرِ وَالْأَسْوَدِ، وَقِيلَ لِي: سَلْ تُعْطَهْ، فَاخْتَبَأْتُهَا شَفَاعَةً لِأُمَّتِي، وَهِيَ نَائِلَةٌ مِنْكُمْ إِنْ شَاءَ اللهُ مَنْ لَقِيَ اللهَ لَا يُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا "))[۴۷]

”حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے مروی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے پانچ چیزیں ایسی دی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دی گئیں چنانچہ رعب کے ذریعے میری مدد کی گئی ہے اور ایک مہینے کی مسافت پر ہی دشمن مجھ سے مرعوب ہو جاتا ہے۔ روئے زمین کو میرے لیے سجدہ گاہ اور باعثِ طہارت قرار دے دیا گیا ہے۔ غنائم میرے لیے حلال کر دیے گئے جو مجھ سے پہلے کسی کے لیے حلال نہیں تھے۔ مجھے سرخ وسیاہ کی طرف مبعوث کیا گیا ہے اور مجھ سے کہا گیا کہ مانگیے، آپ کو دیا جائے گا تو میں نے اپنا یہ حق اپنی امت کی سفارش کے لیے محفوظ کر لیا ہے، اور یہ شفاعت انشاء اللہ تم میں سے ہر اس کو مل کر رہے گی جو اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملے گا کہ اسکے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرایا ہو گا۔“

((أَنَّ أَبَا ذَرٍّ، قَالَ: حَدَّثَنَا الصَّادِقُ الْمَصْدُوقُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيمَا يَرْوِي عَنْ رَبِّهِ عَزَّ وَجَلَّ أَنَّهُ قَالَ: "الْحَسَنَةُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا أَوْ أَزِيدُ، وَالسَّيِّئَةُ بِوَاحِدَةٍ أَوْ أَغْفِرُ، وَلَوْ لَقِيتَنِي بِقُرَابِ الْأَرْضِ خَطَايَا، مَا لَمْ تُشْرِكْ بِي، لَقِيتُكَ بِقُرَابِهَا مَغْفِرَةً "))[۴۸]

”حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صادق مصدوق نے ہم سے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد بیان کیا ہے کہ ایک نیکی کا ثواب دس گنا ہے جس میں مَیں اضافہ بھی کر سکتا ہوں، اور ایک گناہ کا بدلہ اس کے برابر ہی ہے اور میں اسے معاف بھی کر سکتا ہوں، اور اے ابنِ آدم! اگر تو زمین بھر کر گناہوں کے ساتھ مجھ سے ملے لیکن میرے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھراتا ہو تو میں زمین بھر کر بخشش کے ساتھ تجھ سے ملوں گا۔“

((عَنْ أَبِي ذَرٍّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللهُ وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يُزَكِّيهِمْ، وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ" قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، مَنْ هُمْ؟ خَسِرُوا وَخَابُوا قَالَ: فَأَعَادَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، قَالَ: "الْمُسْبِلُ، وَالْمُنَفِّقُ سِلْعَتَهُ بِالْحَلِفِ الْكَاذِبِ، أَوِ الْفَاجِرِ، وَالْمَنَّانُ "))[۴۹]

”حضرت ابوذرؓ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تین آدمی ایسے ہیں، جن سے اللہ قیامت کے دن کلام نہیں کرے گا، نہ ان کی طرف دیکھے گا، نہ ان کو پاک کرے گا اور اُن کے لیے دردناک عذاب ہے۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ کون ہیں وہ لوگ، یہ تو نقصان و خسارے میں پڑ گئے؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ اپنی بات دہراتے ہوئے فرمایا: تہبند کو ٹخنوں سے نیچے لٹکانے والا، جھوٹی قسم کھا کر اپنا سامان فروخت کرنے والا اور احسان جتلانے والا۔“

((عَنْ أَبِي ذَرٍّ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "مَا يَسُرُّنِي أَنَّ لِي أُحُدًا ذَهَبًا، أَمُوتُ يَوْمَ أَمُوتُ وَعِنْدِي مِنْهُ دِينَارٌ أَوْ نِصْفُ دِينَارٍ، إِلَّا أَنْ أَرْصُدَهُ لِغَرِيمٍ "))[۵۰]

”حضرت ابوذرؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے پسند نہیں ہے کہ میرے لیے احد پہاڑ سونے کا بنا دیا جائے اور جس دن مَیں دنیا سے رخصت ہو کر جاؤں تو اس میں سے ایک یا ادھا دینار بھی میرے پاس بچ گیا ہو، الّا یہ کہ مَیں اسے کسی قرض خواہ کے لیے رکھ لوں۔“

((عن ابی ذر انّ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال لہ: یا اباذر: اذا طبخت فاکثر المرقۃ وتعاھد جیرانک او اقسم بین جیرانک۔))[۵۱]

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.6 No.2 2022

”حضرت ابو ذرؓ سے سے روایت ہے کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ ان سے فرمایا: اے ابوذر کہ جب تم کھانا پکایا کرو تو شوربہ بڑھالیا کرو اور پڑوسیوں کا خیال رکھا کرو۔“

((عَنْ اَبِي ذَرٍّ، قَالَ: كُنْتُ اَمْشِي خَلْفَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ": اَلَا اَدُلُّكَ عَلَى كَنْزٍ مِنْ كُنُوزِ الْجَنَّةِ؟" قُلْتُ: بَلَى. قَالَ: "لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ "))۵۲

”حضرت ابو ذرؓ سے روایت ہے کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے چل رہا تھا کہ انہوں نے فرمایا کیا میں جنت کے خزانوں میں سے خزانے کی طرف آپ کی رہنمائی نہ کروں؟ میں نے عرض کیا کیوں نہیں، آپ نے فرمایا: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ (جنت کا ایک خزانہ ہے)“

((عَنْ اَبِي ذَرٍّ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اَخَذَ مَضْجَعَهُ مِنَ اللَّيْلِ، قَالَ": اللَّهُمَّ بِاسْمِكَ نَمُوتُ وَنَحْيَا" وَإِذَا اسْتَيْقَظَ قَالَ: "الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي اَحْيَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا، وَإِلَيْهِ النُّشُورُ"))۵۳

”حضرت ابو ذرؓ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کو اپنے بستر پر آتے تو فرماتے: اے اللہ آپ کے نام سے ہی ہم مرتے اور جیتے ہیں اور جب بیدار ہوتے تو فرماتے تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے ہمیں مرنے کے بعد زندہ کیا اور اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔“

خلاصۃ البحث

حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ سابقین الاولین میں سے چوتھے یا پانچویں صحابی ہیں۔ حضور کی بعثت کا سن کر مکہ مکرمہ پہنچے اور اسلام لے آئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ غفار کے پاس دعوتِ دین کے لیے واپس بھیج دیا۔ آپؓ خدامِ رسول میں سے ہیں۔ آپ سے ۲۸۱ احادیث مروی ہیں، جن کا بیشتر حصہ توحید، احکام، اخلاقیات، اور سیرت سے متعلق ہے۔ حدیث روایت کرتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عقیدت و محبت کا اظہار اس حد تک کرتے تھے کہ آپؐ کے لیے خلیلی یا حبیبی وغیرہ کے الفاظ استعمال کرتے۔ آپؓ کے زہد و تقویٰ، صبر و قناعت، سادگی اور عزلت پسندی کی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں مسیح الاسلام کا لقب عطا فرمایا۔ آپ علم کے سمندر تھے، وسعت علم ہی کی وجہ سے حبر الامّۃ کہلائے۔ وصال نبویؐ سے دل ٹوٹ سا گیا اور حضرت ابو بکر صدیقؓ کی وفات سے مزید چکنا چور ہو گیا، جس وجہ سے گلشنِ مدینہ میں ویرانی نظر آنے لگی۔ آپؓ مال و دولت جمع کرنے اور عیش و تنعم کی زندگی بسر کرنے کو سراسر ہلاکت سمجھتے تھے، لیکن عہدِ عثمانی تک سادگی کی جگہ مال و دولت کی ریل پیل، حرص، پر تکلف ملبوسات اور قصور و محلات نے لے لی تھی تو آپؓ نے عہد عثمانی کے آغاز میں مدینہ چھوڑ کر شام میں غربت اختیار کر لی لیکن اپنے موقف کی ترویج وہاں بھی جاری رکھی کہ فرمان الٰہی {وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُونَهَا فِي سَبِيلِ اللهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيمٍ}۵۴ کے تحت مال و متاع جمع کرنے میں بربادی ہے۔ حضرت امیر معاویہؓ کی طرف سے چار ارکان پر مشتمل کمیٹی بھی ان کو سمجھانے میں ناکام رہی تو حضرت امیر معاویہؓ ان کو اپنی امارت کا نظم و نسق چلانے کے لیے خطرہ تصور کرنے لگے۔ انہوں نے حضرت عثمان غنیؓ کو خط لکھا کہ انہیں مدینہ منورہ بلا لیں لیکن مدینہ منورہ پہنچ کر بھی انہوں نے اپنے اسی موقف کا پرچار کیا تو حضرت عثمان غنیؓ نے حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ کو دربارِ خلافت میں بلایا اور مشہور عالمِ دین حضرت کعب بن احبار رضی اللہ عنہ کو زیرِ بحث مسئلہ پر گفت و شنید کرنے کے لیے کہا۔ حضرت کعب بن احبارؓ نے ذخیرہ اندوزی کرنے اور مال بچا کر رکھنے کے جواز پر دلائل پیش کیے تو حضرت ابو ذر تیش میں آ گئے اور کہنے لگے کہ تم مجھے سمجھانے آئے ہو، حالانکہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا چوتھا یا پانچواں شاگرد ہوں اور اپنا عصا اٹھا کر حضرت کعبؓ کے سر پر دے مارا جس سے ان کا سر کھل گیا اور وہی ڈنڈا حضرت عثمانؓ کے بازوں پر بھی لگا۔ اس واقعے کے بعد حضرت ابو ذر مدینہ سے ربذہ کوچ کر گئے اور وہیں انہوں نے وفات پائی۔ غزوہ تبوک کے موقعہ پر حضرت ابو ذرؓ کے لشکر اسلام سے بچھڑ کر پیچھے رہ جانے پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشین گوئی فرمائی تھی کہ ” اللہ ابو ذرؓ پر رحم کرے۔ وہ تنہا چلتے ہیں، تنہا مریں گے اور قیامت کے دن تنہا اٹھیں گے۔“۵۵

المختصر یہ کہ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ کا آیتِ کنز کے متعلق مؤقف در حقیقت نیک نیتی پر مبنی تھا جو انہوں نے حالات کی نزاکت اور معاشرتی خرابیوں کو مد نظر رکھتے ہوئے قائم کیا تھا کہ اموال جمع کرنے کی بجائے غرباء، مساکین اور حاجت مند افراد میں تقسیم کیا جائے اور اس مسئلہ کا زکوٰۃ سے کوئی تعلق نہیں۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ وہ زکوٰۃ، صدقات اور میراث وغیرہ کے متعلق لاعلم تھے۔ حضرت ابو ذر غفاریؓ کے بارے میں یہ کہنا کہ وہ تمام مال کو اللہ تعالیٰ کا مال اور شخصی ملکیت سے انکار کرتے ہوئے اشتراکی نظریہ کے قائل تھے، سراسر زیادتی پر مبنی ہے۔ اصل یہ ہے کہ وہ شخصی ملکیت کے قائل تو تھے لیکن قناعت پسند تھے جس پر خود بھی سختی سے عمل پیرا تھے اور امت مسلمہ کو بھی ایسا ہی دیکھنا چاہتے تھے۔

مصادر و مراجع

۱ الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ، احمد بن علی بن حجر العسقلانی (۸۵۲ھ)، ۷/۱۰۵، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان؛ الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، محمد بن عبد البر القرطبی (۴۶۳ھ)، ۱/۳۲۱، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان، ۱۹۹۵ء؛ معرفۃ الصحابۃ، احمد بن عبد اللہ بن احمد بن اسحاق المعروف ابی نعیم الاصبھانی (۴۳۰ھ)، ۱/۴۵۷، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان، ۲۰۰۲ء

۲ اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابہ، ابن اثیر، ابو الحسن علی بن ابی بکر بن محمد الجزری (۵۵۵-۶۳۰ھ) دار الشعب، ۱/۳۵۷

۳ الطبقات الکبری، ابن سعد، محمد (۱۶۸-۲۳۰ھ)، دار صادر، بیروت، ۱۹۸۵م، ۴/۲۱۹

۴ معرفۃ الصحابہ، ۱/۴۵۷؛ مجمع الزوائد و منبع الفوائد، علی بن ابی بکر الھیثمی (۸۰۷ھ)، کتاب المناقب، باب ماجاء فی ابی ذرؓ، ح: ۱۵۸۱۰

۵ الاصابۃ فی تمییز الصحابہ ۷/۱۰۶

۶ صفۃ الصفوۃ، ابن الجوزی، ابو الفرج عبد الرحمن (۵۱۰-۵۹۷ھ)، دار المعرفۃ بیروت، لبنان، ۱۹۸۶م، ۱/۵۸۵؛ الطبقات الکبری، ابن سعد، ۴/ ۲۲۲

۷ الطبقات الکبریٰ لابن سعد، ۴/۲۳۰

۸ اسد الغابہ، ۱/۳۵۸؛ معرفۃ الصحابہ، ۱/۴۵۷

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.6 No.2 2022

۹ الجامع الصحیح للبخاری، کتاب المناقب، باب اسلام ابی ذر الغفاری، ح:۳۸۶۱

۱۰ حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء لابی نعیم احمد بن عبد اللہ الاصبھانی (۴۳۰ھ) دار الریان للتراث، القاہرۃ الطبعہ الخامسۃ ۱۹۸۷م، ۱/۱۵۶-۱۵۷

۱۱ الاستیعاب، ۴/۶۴

۱۲ الاصابۃ، ۷/۱۰۹

۱۳ الجامع الصحیح للمسلم، کتاب فضائل الصحابہ، باب فی فضائل ابی ذر رضی اللہ عنہ، ح:۲۴۷۳

۱۴ الجامع الصحیح للمسلم، کتاب المساجد والمواضع الصلاۃ، باب استحباب القنوت، ج:۶۷۹

۱۵ سیر اعلام النبلاء، الذھبی، محمد بن احمد بن عثمان (۷۴۸ھ) دار الحدیث، القاہرہ، ۳/۳۶۷

۱۶ سنن ابن ماجۃ، افتتاح الکتاب فی الایمان وفضائل الصحابۃ والعلم، باب فی فضائل اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ح:۱۵۶

۱۷ معرفۃ الصحابۃ، ۱/۴۵۹؛ الاستیعاب، ۱/۳۲۳

۱۸ الطبقات الکبری لابن سعد، ۴/۲۲۸

۱۹ معرفۃ الصحابہ، ۱/۴۵۹؛ الطبقات الکبری لابن سعد، ۴/۲۲۹

۲۰ الطبقات الکبریٰ لابن سعد، ۴/۲۲۶

۲۱ المستدرک علی الصحیحین، کتاب فضائل الصحابۃ، باب من فضائل ابی ذر رضی اللہ عنہ، ۳۶/۵۲، ح:۴۳۷۳

۲۲ مسند، امام احمد بن حنبل، ۴۵/۵۶۸، ح:۲۷۵۸۸، دار الفکر، بیروت، لبنان

۲۳ سنن النسائی، کتاب الجنائز، صوم ثلاثۃ ایام من الشھر، ح:۲۴۰۴

۲۴ سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب اخبار الرجل بمحبتہ ایاہ، ح:۵۱۲۶

۲۵ الاصابۃ، ۷/۱۰۷

۲۶ الطبقات الکبری لابن سعد، ۴/۲۳۱

۲۷ الجامع الصحیح للمسلم، کتاب الامارۃ، باب کراھۃ الامارہ بغیر ضرورۃ، ح:۱۸۲۵

۲۸ الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، ۱/۳۲۳

۲۹ المستدرک علی الصحیحین، کتاب معرفۃ الصحابۃ، محنۃ ابی ذر رضی اللہ عنہ، ۳/۳۸۷

۳۰ التوبہ:۳۴-۳۵

۳۱ ایضاً

۳۲ الطبقات الکبری لابن سعد، ۴/۲۲۶

۳۳ الطبقات الکبری لابن سعد، ۴/۲۲۶؛ سیر اعلام النبلاء، ۳/۳۹۳

۳۴ سیر اعلام النبلاء، السابقون الاولون، ابوذر، ۳/۳۸۳

۳۵ سیر اعلام النبلاء، ۳/۳۹۲

۳۶ سنن ابن ماجۃ، افتتاح الکتاب فی الایمان وفضائل الصحابۃ والعلم، باب فی فضائل اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ح:۱۵۶

۳۷ الطبقات الکبری لابن سعد، ۴/۲۳۵

۳۸ الطبقات الکبری لابن سعد، ۴/۲۳۵

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.6 No.2 2022

۳۹ الطبقات الکبری لابن سعد، ۴/۲۳۱

۴۰ صفۃ الصفوۃ، ۱/۵۹۵

۴۱ اسد الغابہ، ۱/۳۵۸؛ صفۃ الصفوۃ، ۱/۵۹۹

۴۲ الاصابۃ، ۷/۱۰۹

۴۳ الاستیعاب، ۴/۶۴

۴۴ اسد الغابۃ، ۱/۳۵۸؛ صفۃ الصفوۃ، ۱/۵۹۷-۵۹۹؛ الطبقات الکبری، ۴/۲۳۳

۴۵ جوامع السیرۃ وخمس رسائل اخری، ابن حزم، ابو محمد علی بن احمد بن سعید بن حزم (۳۸۴- ۴۵۶ھ) تحقیق: احسان عباس، ناصر الدین الاسد، ادارہ احیاء السنۃ گوجرانوالہ، پاکستان، ص:۲۷۷؛ تلقیح فھوم اھل الاثر فی عیون التاریخ والسیر، ابن الجوزی، ابو الفرج عبد الرحمن (۵۱۰- ۵۹۷ھ) ناشر: محمد یوسف، دھلی، ص:۱۸۴

۴۶ تھذیب التھذیب لابن حجر العسقلانی (۸۵۲ھ) دار الکتاب الاسلامی، ۲/۹۰؛ تھذیب الکمال فی اسماء الرجال، المزی، جمال الدین یوسف بن عبد الرحمن (۶۵۴-۷۴۲ھ) تحقیق: بشار عواد معروف مؤسسۃ الرسالۃ بیروت، الطبعۃ الاولی ۱۹۹۲م، ۳۳/۲۹۷-۲۹۸

۴۷ المسند، امام احمد بن حنبل، مسند الانصار، حدیث ابی ذر الغفاری رضی اللہ عنہ، ۳۵/۲۲۴، ح:۲۱۲۹۹

۴۸ المسند، امام احمد بن حنبل، مسند الانصار، حدیث ابی ذر الغفاری رضی اللہ عنہ، ۳۵/۲۴۳، ح:۲۱۳۱۵

۴۹ المسند، امام احمد بن حنبل، مسند الانصار، حدیث ابی ذر الغفاری رضی اللہ عنہ، ۳۵/۲۴۵، ح:۲۱۳۱۸

۵۰ المسند، امام احمد بن حنبل، مسند الانصار، حدیث ابی ذر الغفاری رضی اللہ عنہ، ۳۵، ۲۴۹، ح:۲۱۳۲۲

۵۱ المسند، امام احمد بن حنبل، مسند الانصار، حدیث ابی ذر الغفاری رضی اللہ عنہ، ۳۵/۲۵۴، ح:۲۱۳۲۶

۵۲ المسند، امام احمد بن حنبل، مسند الانصار، حدیث ابی ذر الغفاری رضی اللہ عنہ، ۳۵/۲۶۴، ح:۲۱۳۳۶

۵۳ المسند، امام احمد بن حنبل، مسند الانصار، حدیث ابی ذر الغفاری رضی اللہ عنہ، ۳۵/۲۹۴، ح:۲۱۳۶۶

۵۴ التوبہ: ۳۴

۵۵ المستدرک علی الصحیحین، کتاب فضائل الصحابۃ، باب من فضائل ابی ذر رضی اللہ عنہ، ۳۶/۵۲، ح:۴۳۷۳